AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title ضروریات خمسہ میں حصر و اضافہ کے تصورات

Author (s): Zaheer ur Din Baber
Prof. Dr. Muhammad Ijaz

Received on: 20 March, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 10 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Zarooryat e Khamsa Main Hasar wa Izafa kay Tasawuraat", AL-ILM 6 no 1(2022):406-419

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

ضروریات خمسہ میں حصر و اضافہ کے تصورات

ظہیر الدین بابر*
پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز**

Abstract

Ilm-E-Maqasid-E-Shari'ah is not a new knowledge, its foundations like other Islamic studies are also found in the phase of Nabvi (S.A.W). In many orders issued in the Prophecy, we find examples of how the Maqasid-E-Shari'ah were kept for consideration. In the phase of Sahaba (R.A) the decisions made under Ijtihad Bil Rai indicate that the rules of Jalb-E-Manfait and Dafa-E-Haraj were also used to them. In the phase of Tabaeen and Aima arba the terms of Masalih-E-Mursalah, Ijtihad bil Masliha and Qayas-e- Mursal etc were used for Ilm-E-Maqasid-E-Shari'ah.The term Maqasid-E-Shari'ah has come into existence in the era of compilation and this got transformation in different periods, reached to us today.From the compilation era of Ilm-E-Maqasid-E-Shari'ah to the present day,there are found various ideas and opinions regarding the addition and limitation in Maqasid-E-Shari'ah. Imam al-Harmain al-Juwaini was the first which introduced three levels of Maqasid namely necessities(Zaroriat), public needs (Hajaiyat), moral behaviour (Tahseniat). After him, Imam Ghazali divided necessities(Zaroriat) in five levels, protection of faith, protection of life, protection of mind, protection of progen and protection of wealth namely zaroriat e khamsa. After Imam Ghazali, majority of the jurists relied on the division presented by him and confined Zaroriat-e-Khamsa upto five.However, some jurists have confined zaroriat to six by including the protection of honour in these five.

Some of the Mutaqaddimin and contemporary jurists emphasized on increase in the traditional list of Zaroriat-e-Khamsa and considered maintaining public order, respect for humanity, freedom, justice, equality, brotherhood, mutual co-ordination, basic human rights, socio-economic and political rights, poverty alleviation, public welfare, international

*پی۔ایچ۔ڈی سکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
**ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

interaction and cooperation in Maqasid-e-Zaroriah. However in foresight, these are not new and these are among the details, completions and sources of Zaroriat-e-Khamsa.There is a need to be explained in detail these objectives below each of Zaroriat-e-Khamsa.
Key Words: Maqasid-E-Shari'ah, Ijtihad, Qayas-e- Mursal, Shari'ah, transformation.

مقاصد شرعیہ کا مفہوم

مقاصد شریعت سے مراد وہ اہداف و غایات ہیں جو شرعی احکام میں ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ یہ اہداف جزوی حکمتیں بھی ہوسکتی ہیں، کلی مصلحتیں یا محض اجمالی نشانیاں بھی۔ اور ان تمام اہداف کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور دارین کی کامیابی ہے۔ علم مقاصد شریعت کی بنیادی طور پر دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت یہ ہے کہ پورے دین اور شریعت کے ہر ہر حکم کی مصلحت اور راز کیا ہے۔ گویا مصالح شریعت بطور اسرار شریعت اور اسرار دین ایک الگ موضوع ہے۔ جبکہ دوسری جہت" تعلیل بالحکم " یعنی مصلحت و حکمت کی بنیاد پر حکم لگانا کی ہے۔ اول جہت کے اعتبار سے سب سے پہلے جس شخصیت نے" مقاصد "کی اصطلاح کو استعمال کیا وہ حکیم ترمذی المتوفی279 ھ کی ہے۔ جبکہ دوسری جہت کے اعتبار سے سب سے پہلے جس نے طبع آزمائی کی وہ امام الحرمین الجوینیؒ المتوفی478 ھ ہیں۔ آپؒ نے ناصرف" مقاصد "کی اصطلاح کو استعمال کیا بلکہ مقاصد کی ثلاثی تقسیم ضروریات، حاجیات اور تحسینیات قائم کی۔ ان کے بعد امام غزالیؒ نے پہلی مرتبہ ضروریات کے ذیل میں مقاصد خمسہ یعنی حفظ دین، حفظ جان، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال کی تقسیم پیش کی۔ امام غزالیؒ کے بعد جمہور علماء اصولیین نے امام غزالیؒ ہی کی پیش کردہ تقسیم پر انحصار کیا اور مقاصد شرعیہ کو انہیں مقاصد میں محصور کیا جبکہ معدودہ متقدمین فقہاء کرام اور معاصر علماء کرام نے مقاصد شرعیہ کی تعداد میں اضافے پر زور دیا ہے اور نئے تصورات پیش کیے ہیں۔ ذیل میں مقاصد شرعیہ میں حصر و اضافہ سے متعلق انہی تصورات کو پیش کیا جاتا ہے۔

مقاصدِ خمسہ کو ضروریاتِ خمسہ میں محدود کرنے سے متعلق علماء کی آراء

مقاصد خمسہ کو پانچ کی تعداد یعنی ضروریاتِ خمسہ حفظ دین، حفظ، جان، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال میں محدود کرنے سے متعلق علماء اصولیین میں اختلاف پایا جاتا ہے اور درج ذیل تین بڑی آراء سامنے آتی ہیں۔

1)ضروریات کی تعداد پانچ ہے۔

2)ضروریات کی تعداد چھ ہے۔
3)ضروریات کی تعداد محدود و متعین نہیں۔

1) پہلی رائے :ضروریات کی تعداد پانچ ہے ۔

اس قول کے مطابق ضروریات کی تعداد پانچ ہے یعنی ضروری مصالح کو حفظ دین، حفظ جان، حفظ نسل حفظ عقل اور حفظ مال میں منحصر کیا جاسکتا ہے۔ اس رائے کے قائلین میں امام غزالیؒ، امام رازیؒ، علامہ آمدیؒ، ابن الحاجبؒ، علامہ بیضاویؒ، علامہ شاطبیؒ، علامہ زرکشیؒ اور ابن امیر الحاجؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ 1

مقاصد خمسہ میں سے چوتھے مقصد حفظ نسل کے نام کے بارے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب المستصفیٰؒ میں اسے "حفظ نسل "کے ساتھ جبکہ " شفاء الغلیل "میں حفظ بضع والفرج کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ 2

علامہ آمدیؒ، ابن الحاجبؒ، علامہ شاطبیؒ، علامہ زرکشیؒ اور علامہ شوکانیؒ نے حفظ نسل کے ساتھ جبکہ علامہ رازیؒ ابن قدامہؒ، قاضی بیضاویؒ، علامہ تفتازانیؒ، علامہ طوفیؒ، ابن الحاجبؒ علامہ اصفہانیؒ، تاج الدین سبکیؒ، ابن امیر الحاج اور ابن بدرانؒ وغیرہ نے اسے حفظ نسب کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ تاہم ان تینوں میں سے سب سے جامع اصطلاح حفظ نسل کی ہے۔ کیونکہ حفاظت نسل کا مدار حفاظت نسب پر ہے اور حفاظت نسب، حفاظت فرج کے بغیر ناممکن ہے۔ لہٰذا حفاظت نسب اور فرج دونوں کو حفاظت نسل کا تتمہ و تکملہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

بعض فقہاء کرام نے نسل اور نسب کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے اور انہیں ایک مقصد ہی شمار کیا ہے۔ چنانچہ علامہ اَرموی مقاصد خمسہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

"وھی الدین،والنفس،والعقل،والنسل والنسب والمال"۔3

"ضروریات خمسہ سے مراد دین، نفس، عقل، نسل و نسب اور مال ہے۔ "

علامہ مرداویؒ نسل اور نسب کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے تصریح فرماتے ہیں:

"وھی الدین فالنفس،فالعقل فالمال،فالنسل وعند کثیر فالنسب والمعنی واحد"۔4

"ضروریات خمسہ سے مراد دین، نفس پھر عقل پھر مال پھر نسل ہے اور اکثر نے نسب کا ذکر کیا ہے لیکن دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ "

پہلی رائے کے قائلین کے دلائل

پہلی دلیل

اس رائے کے قائلین کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ استقراء شریعت اور شرعی نصوص کی جزئیات کے تتبع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقاصد ضروریہ حفظ دین، نفس، عقل، نسب اور مال وغیرہ سے باہر نہیں اور شرعی احکام کا ان کے ساتھ خاص تعلق و ملائمت ہے اور وہ انہی مقاصد کے گرد گھومتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب و ملل نے اپنے دینی دنیاوی معاملات میں ان مقاصد خمسہ کو ملحوظ رکھا۔ چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"فقد اتفقت الامة بل سائر الملل على أن الشريعة وُضعت للمحافظة على الضروريات الخمس۔۔۔۔ ولم يثبت لنا ذلك بدليل معين ولا شهد لنا أصل معين يمتاز برجوعها اليه، بل علمت ملاءمتها للشريعة بمجموع ادلة لا تنحصر في باب واحد"۔5

"امتِ مسلمہ بلکہ تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ شریعت ضروریات خمسہ کی حفاظت کے لیے وضع کی گئی ہے ۔۔۔۔۔ اور یہ بات ہمیں کسی خاص دلیل سے ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی خاص اصل مل سکی ہے جو اس وجہ سے ممتاز ہو کہ اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔البتہ ان کلیاتِ خمسہ کی شریعت سے مناسبت دلائل کے ایک مجموعہ سے معلوم ہوتی ہے جو کسی ایک ہی باب تک محدود نہیں ہیں۔ "

علامہ ابن امیر الحاج اس دلیل کو تلخیصا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وحصر المقاصد في هذه ثابت بالنظر الى الواقع وعادات الملل والشرائع بالاستقراء"۔6

"مقاصد کو ان پانچ میں محصور کرنا ثابت ہوتا ہے واقعات، مختلف ملتوں اور شریعتوں پر نظر دوڑانے سے استقراء کے طریقے پر۔ "

دوسری دلیل

مقاصد خمسہ کو پانچ تک محدود کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا عقوبات حدیہ کے ساتھ گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ مثلاً گمراہ کرنے والے کافر کے قتل کے حکم میں حفاظت دین کا پہلو پایا جاتا ہے، قصاص کے وجوب میں حفاظت جان، حد خمر میں حفاظت عقل، حد زنا میں حفاظت نسل و نسب اور حد سرقہ میں حفاظت مال کا پہلو نمایاں ہے۔ چنانچہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"ومثاله :قضاء الشرع بقتل الكافر المضل، وعقوبة المبتدع الداعي الى بدعته، فان هذا يغوت على الخلق دينهم، وقضاء بايجاب القصاص اذ به حفظ النفوس وايجاب حدالشرب، اذ به حفظ العقول التي هي ملاك التكليف وايجاب حدالزنا اذبه حفظ النسل والأنساب واء يجاب زجر الغصاب والسراق اذبه يحصل حفظ الأموال"۔7

"اور ضروریات خمسہ کی مثالیں :شریعت کا کافر مضل کو قتل کرنے اور ایسے بدعتی جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہو کو سزا دینے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ ان سے مخلوق پر اُن کا دین زائل ہوتا ہے، اور قصاص کو واجب کرنے کا حکم حفاظتِ نفس کی وجہ سے ہے، اور حدِ خمر کو واجب کرنے کا حکم حفاظت عقل کی وجہ سے ہے، جو کہ تمام تکلیف کی مدار ہے، اور حد زنا کو واجب کرنے کا حکم نسل و نسب کی حفاظت کی وجہ سے ہے، اور غاصبوں اور چوروں پر سزا واجب کرنے کا حکم حفاظت اموال کی وجہ سے ہے۔"

علامہ آمدیؒ، ابن حاجبؒ، علامہ سبکیؒ، علامہ شاطبیؒ، علامہ ارمویؒ، علامہ مرداویؒ اور ابن امیر الحاجؒ نے بھی امام غزالیؒ کی پیروی میں اسی طرح کی عبارات ذکر کی ہیں اور مقاصد خمسہ کا عقوبات شرعیہ کے ساتھ ملائمت و تعلق بیان کیا ہے۔8

دوسری رائے :ضروریات کی تعداد چھ ہے

اس قول کے مطابق ضروریات یا ضروری مقاصد کی تعداد چھ ہے یعنی ضروری مصالح کو حفظ دین، حفظ جان، حفظ نسل، حفظ عقل، حفظ مال اور حفظ عرض میں محدود کیا جاسکتا ہے۔ اس قول کے قائلین میں علامہ قرافیؒ، نجم الدین طوفیؒ، علامہ فتوحیؒ اور ابن بدران ؒوغیرہ کے نام شامل ہیں۔

علامہ قرافیؒ مقاصد ضروریہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الكليات الخمس وهي حفظ النفوس والأديان والأنساب والعقول والأموال وقيل والأعراض"۔9

"کلیات خمسہ سے مراد حفاظت نفوس، ادیان، انساب، عقول اور اموال وغیرہ ہے اور اعراض کو بھی ان مقاصد میں ذکر کیا جاتا ہے۔"

علامہ نجم الدین طوفیؒ اور ابن بدرانؒ مقاصد ضروریہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

"الضروریات الخمس وهی حفظ الدین بقتل المرتد وحفظ العقل بحد السکر وحفظ النفس بالقصاص وحفظ النسب بحد الزنی وحفظ العرض بحد القذف وحفظ المال بقطع السارق"۔10

"ضروریات خمسہ سے مراد ہے دین کی حفاظت کرنا مرتد کے قتل کے حکم کے ساتھ، عقل کی حفاظت کرنا حد ِ خمر کے وجوب کے ساتھ، نفس کی حفاظت کرنا قصاص کے ساتھ، نسب کی حفاظت کرنا حد زنا کے ساتھ، عرض کی حفاظت کرنا حد قذف کے ساتھ اور مال کی حفاظت کرنا چور کے ہاتھ کاٹنے کے ساتھ"۔

علامہ فتوحیؒ حفظ عرض کو مقاصد ضروریہ میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهی حفظ الدین فحفظ النفس فحفظ العقل فحفظ النسل فحفظ المال وحفظ العرض"۔11

"اور ضروریات سے مراد دین، نفس، عقل، نسل، مال اور عزت کی حفاظت کرنا ہے۔"

دوسری رائے کے قائلین کے دلائل

اس قول کے قائلین نے تقریباً وہی دلائل پیش کیے ہیں جو پہلی رائے کے قائلین نے پیش کیے ہیں۔

پہلی دلیل

حفاظت عرض کو مقاصد ضروریہ میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دنیاکے تمام مذاہب وشرائع میں اس کی حرمت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ قرافیؒ نفائس الاصول میں فرماتے ہیں:

"ومنها أن المأمورات منها ما اشترك فیه الشرائع کالکلیات الخمس لم تخل شریعة عنها وهی حفظ النفوس والعقول والأعراض والأنساب والأموال فلم یبح الله تعالیٰ منها شیئاً فی شریعة من الشرائع"۔12

"وہ احکام جو تمام شریعتوں میں مشترک ہیں ان کی مثال کلیاتِ خمسہ کی ہے، کوئی بھی شریعت ان سے خالی نہیں اور وہ نفوس، عقول، اعراض، انساب اور اموال کی حفاظت کرنا ہے، پس اللہ رب العزت نے کسی بھی شریعت میں ان میں سے کچھ بھی مباح نہیں کیا"۔

دوسری دلیل

حفاظت عرض کو مقاصد ضروریہ میں شمار کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کا عقوباتِ حدیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یعنی حد قذف کو مشروع کرنے میں حفاظتِ عرض کے پہلو کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں قاذف پر حد قائم کرنے کے بارے میں فرمایا گیا:

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا "13

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اَسی درے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ "

اسی طرح آپ ﷺ کی بے شمار احادیث میں حفاظت عرض کے احکامات ہمیں ملتے ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حفاظت اعراض کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"فان دماء کم واموالکم واعراضکم بینکم حرام"۔14

"پس بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ "

معاصر علماء میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حفاظت عرض کو ضروری مصالح میں شمار کرنا چاہیے چنانچہ فرماتے ہیں:

"بعض الأقدمين مثل الامام القرافی أدخلو العرض وهوما أرجحه لتكرار ذكره فی الأحاديث ولأنه شرعت فی الاعتداء عليه عقوبة معروفة ذكرها القرآن هی عقوبة القذف"۔15

"متقدمین میں سے امام قرافیؒ نے عرض کو ضروریات میں داخل کیا ہے اور جو راجح ہے، کیونکہ احادیث میں اس کا ذکر مکرر آیا ہے اور شریعت نے اس کی خلاف ورزی پر سزا مشروع کی ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں حد قذف کے ساتھ ہوا ہے۔ "

متقدمین میں سے امام شاطبیؒ نے حفاظت عرض کو حفاظت نسل کے تکملہ کے طور پر بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

"وأما العرض الملحق بها، فداخل تحت النهی عن اذيات النفوس"۔16

"اور جہاں تک عرض اور اس سے ملحقہ چیزوں کا تعلق ہے، وہ داخل ہوگا نفس کو اذیت دینے والی نھی کے تحت"

جبکہ معاصر علماء میں سے علامہ طاھر بن عاشورؒ نے حفاظت عرض کو ضروری مصالح میں شمار کرنے کی نفی کی ہے اور اسے حاجیاتی مصالح میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

"وأماّ عدحفظ العرض فی الضروری فلیس بصحیح، والصواب أنه من قبیل الحاجی"۔ 17

"اور جہاں تک حفاظت عرض کو ضروری مصالح میں شمار کرنے کا تعلق ہے تو یہ صحیح نہیں، درست بات یہ ہے کہ وہ حاجیاتی مصالح کے قبیل سے ہے۔ "

تیسری رائے :ضروریات کی تعداد محدود و متعین نہیں

اس قول کے مطابق ضروریات کو کسی متعین تعداد میں محدود نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ہر دور کے اجتھادی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف فقہاء کرام خصوصاً معاصر علماء نے عبادات ظاہرہ و باطنہ کے مصالح، عدل اجتماعی، مساوات، آزادی، اجتماعی، اقتصادی اور سیاسی حقوق کو ضروری مصالح میں شمار کیا ہے۔ متقدمین میں سے علامہ ابن تیمیہؒ مقاصد ضروری کو پانچ کی تعداد میں محدود کرنے کو شریعت کے حق میں کوتاہی گردانتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"وقوم من الخائضین فی اصول الفقه وتعلیل الأحکام الشرعیة بالأوصاف المناسبة اذا تکلموا فی المناسبة وأن ترتیب الشارع للأحکام علی الأوصاف المناسبة یتضمن تحصیل مصالح العباد و دفع مضارهم ورأو أن المصلحة نوعان أُخرویة ودنویة۔ جعلوا الأخرویة ما فی سیاسة النفس وتهذیب الأخلاق من الحکم وجعلوا الدنویة ما تضمن حفظ الدماء والأموال والفروج والعقول والدین الظاهروأعرضوا عما فی العبادات الباطنة والظاهرة من انواع المعارف بالله تعالیٰ وملائکته و کتبه ورسله وأحوال القلوب واعما لها کمحبة الله وخشیته و اخلاص الدین له والتوکل علیه والرجاء لرحمته ودعائه وغیر ذلك من انواع المصالح فی الدنیا والآخرة"۔ 18

"اصول فقہ میں بحث و مباحثہ کرنے والی ایک قوم اور احکام شرعیہ کو مناسب اوصاف کے ساتھ معلل کرنے والے جب مناسبت کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شارع کی ترتیب احکام کو

مناسب اوصاف پر مشتمل کرنا، متضمن ہے بندوں کے مصالح کی تحصیل اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں، اور وہ مصلحت کو دو اقسام اُخروی اور دنیوی میں تقسیم کرتے ہیں۔ اُخروی مصالح میں وہ سیاست نفس اور تہذیب اخلاق کو داخل کرتے ہیں جبکہ دنیوی مصالح میں حفاظت دم، اموال، فروج، عقول اور دین وغیرہ شامل کرتے ہیں۔ اور وہ اعراض کرتے ہیں عبادات باطنہ اور ظاہرہ جو اللہ کی پہچان، فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور دلوں کے احوال و اعمال جیسا کہ اللہ سے محبت و ڈر، دین کو اللہ کے لیے خالص کرنا، اللہ پر توکل کرنا، اللہ سے رحمت و دعا کی اُمید کرنا وغیرہ کی انواع میں سے ہیں، سے متعلقہ دنیوی و اُخروی مصالح سے۔ "

معاصر علماء میں سے علامہ نبہانیؒ ضروریات میں حفاظت مملکت، حفاظت امن عامہ اور حفاظت تکریم انسانیت کو شمار کرتے ہیں اور ضروری مصالح کی تعداد آٹھ بتاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"فاءن حفظ الدولة وحفظ الأمن وحفظ الكرامة الانسانية هي ايضاً من ضرورات المجتمع فالضرورات اذن في واقعها ليست خمسة وانما هي ثمانية"۔19

"پس بے شک حفظ مملکت، حفظ امن اور حفظ تکریم انسانیت بھی اجتماعی ضروریات میں سے ہیں۔ پس ضروریات کی تعداد حقیقت میں پانچ نہیں بلکہ آٹھ ہے"۔

علامہ یوسف قرضاوی اجتماعی زندگی سے متعلقہ مصالح مثلاً حریت، مساوات، اخوت و بھائی چارہ، باہمی تکافل اور انسانی حقوق کو مصالح ضروریہ میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهناك مقاصد أو مصالح ضرورية لم تستو عبها هذه الخمس المذكورة۔ من ذلك مايتعلق بالقيم الاجتماعية، مثل الحرية والمساواة والاءخاء، والتكافل وحقوق الانسان ومن ذلك مايتعلق بتكوين المجتمع والأمة والدولة"۔20

"اور یہاں کچھ اور بھی ضروری مقاصد و مصالح ہیں جن کا مذکورہ ضروریات خمسہ احاطہ نہیں کرتے، ان میں بعض وہ ہیں جن کا تعلق معاشرتی اقدار مثلاً آزادی، مساوات، باہمی اخوت و تکافل اور انسانی حقوق وغیرہ سے ہے اور بعض مصالح وہ ہیں جن کا تعلق، معاشرے، امت اور مملکت کی تکوین سے ہے"۔

علامہ طاہر بن عاشورؒ مقاصد ضروریہ میں سے ہر مقصد کے دو پہلو بیان کرتے ہیں، ایک کا تعلق فرد سے جبکہ دوسرے کا تعلق پوری اُمت سے ہے۔ اور دوسرے تعلق کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"إن حفظ هذه الكليات معناه حفظها بالنسبة لآحاد الأمة وبالنسبة لعموم الأمة بالأولىٰ"۔21

"بے شک ان کلیات خمسہ کی حفاظت دو پہلوؤں کے اعتبار سے ہے۔ ایک پہلو کا تعلق امت کے افراد سے ہے انفرادی طور پر جبکہ دوسرے پہلو کا تعلق پوری اُمت کے ساتھ ہے اور جو زیادہ اولیٰ ہے"۔

علامہ طاہر بن عاشورؒ مقاصد ضروریہ میں مساوات، رواداری، فطرت کی رعایت اور آزادی وغیرہ کو بھی شمار کرتے ہیں۔22 مزید برآں شیخ محمد غزالی، ڈاکٹر احمد خملیشی، ڈاکٹر احمد ریسونی اور ڈاکٹر اسماعیل حسنی وغیرہ مقاصد میں انصاف، مساوات، آزادی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی حقوق وغیرہ کو بھی شمار کرتے ہیں۔ 23

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ مقاصد شریعت کو بنیادی طور پر دو اقسام مقاصد خلق اور مقاصد شرع میں تقسیم کرتے ہیں۔ مقاصد خلق کے ذیل میں مقاصد اصلیہ اور مقاصد تبعیہ، جن سے مقاصد مکلفین تشکیل پاتے ہیں، کو بیان کرتے ہیں جبکہ مقاصد شرع کے ذیل میں درج ذیل مقاصد کو شامل کرتے ہیں۔

1. مقاصد کلیہ۔ یعنی کلیات خمسہ یا بعض کے بقول عمومی مقاصد
2. مقاصد خاصہ۔ اقسام شریعت اور مختلف علوم سے متعلق مقاصد
3. مقاصد جزئیہ۔ فروعی احکام کی علتیں اور حکمتیں۔ 24

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی مقاصد کی روایتی پنجگانہ فہرست میں اضافہ کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"ہمارے خیال میں گلوبلائزیشن کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہونے میں مقاصد شریعت کی فہرست میں ان چیزوں کے اضافہ سے مدد ملے گی جن کی مقصودیت کو کتاب و سنت کی سند تو حاصل ہے مگر اب سے پہلے ان کو زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ جن مقاصد کو اُبھار کر پیش کرنا مناسب ہو گا وہ درج ذیل ہیں :

(1 انسانی عزوشرف
(2 بنیادی آزادیاں
(3 عدل و انصاف
(4 ازالہ غربت اور کفالت عامہ
(5 سماجی مساوات اور دولت و آمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو روکنا

(6 امن و امان اور نظم و نسق

(7 بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل اور تعاون "25

راجح قول

محقق کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ مقاصد ضروریہ کو پانچ کی تعداد، حفاظت دین، حفاظت جان، حفاظت عقل، حفاظت نسل یا عرض اور حفاظت مال میں محصور کرنا زیادہ مناسب ہے۔ متقدمین اور معاصر فقہاء کرام نے ضروریات خمسہ میں جن نئے مقاصد و مصالح کا اضافہ کیا ہے وہ یا تو ان ضروریات خمسہ کا لبِ لباب ہیں یا ان ضروریات خمسہ کی جَزئیات، تکملات اور وسائل پر مشتمل ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ضروریات خمسہ کو ان کی جزئیات اور معاصر فقہاء کے مندرجات سمیت تفصیلاً بیان کیا جائے تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ مثلاً حفاظت دین ایک ایسا عام مقصد ہے جس کے ذیل میں توحید، تزکیہ اور اخلاص وغیرہ مقاصد پائے جاتے ہیں۔

حفاظت نفس کے ذیل میں ازالہ امراض و غربت، مریضوں اور قیدیوں کے حقوق، حریت فکر و عمل، مساوات، اخوت و بھائی چارہ، باہمی تکافل اور بنیادی انسانی حقوق شامل ہیں۔

حفاظت عقل کے ذیل میں جہالت کا خاتمہ، جدید علوم کا حصول، حریت فکر و تعبیر، جبر و استبداد اور خرافات کا خاتمہ، تعلیم و تربیت کے میدان میں پائے جانے والے فکری و علمی فساد کا خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔

حفاظت نسل اور عرض کے ذیل میں حریت یعنی بنیادی آزادیاں، ذہنی و جسمانی غلامی کا خاتمہ، جنسی استحصال کا خاتمہ، انسانی جنس کی بیع کی ممانعت، خاندان کے افراد کے حقوق، تکریم انسانیت، شہریوں کے حقوق، اقلیتوں کے حقوق، لسانی، قومی اور علاقائی تفاخر کا خاتمہ، طبقاتی تقسیم کا خاتمہ اور سیاسی و سماجی حقوق وغیرہ شامل ہیں۔

حفاظت مال کے ذیل میں ازالہ غربت اور کفالت عامہ، دولت کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کا خاتمہ، اسلامی نظام معاش کا رواج اور بین الاقوامی مالیاتی نظام کو اسلامائز کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

خلاصہ بحث

علم مقاصد شرعیہ کی تدوین سے لے کر آج تک مقاصد شرعیہ میں حصر و اضافہ سے متعلق مختلف تصورات و آراء پائی جاتی ہیں۔ امام الحرمین الجوینیؒ نے سب سے پہلے مقاصد کی ثلاثی تقسیم ضروریات،

حاجیات اور تحسینیات پیش کی۔ ان کے بعد امام غزالیؒ نے پہلی مرتبہ ضروریات کے ذیل میں مقاصد خمسہ یعنی حفظ دین، حفظ جان، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال کی تقسیم قائم کی۔ امام غزالیؒ کے بعد جمہور علماء اصولیین نے آپؒ کی ہی پیش کردہ تقسیم پر انحصار کیا اور مقاصد شرعیہ کو انہیں مقاصد میں محصور کیا، جبکہ بعض فقہاء کرام نے ان مقاصد خمسہ میں حفاظت عرض کو شامل کرکے مقاصد شرعیہ کو چھ کی تعداد میں محدود کیا۔

متقدمین فقہاء کرام میں سے چند ایک نے اور معاصر فقہاء کرام نے مقاصد خمسہ کی روایتی پنجگانہ فہرست میں اضافہ پر زور دیتے ہوئے، حفظ امن عامہ، تکریم انسانیت، حریت، انصاف، مساوات، اخوت و بھائی چارہ، باہمی تکافل، بنیادی انسانی حقوق، سماجی، اقتصادی اور سیاسی حقوق، ازالہ غربت و کفالت عامہ، بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل اور تعاون وغیرہ کو بھی ان مصالح ضروریہ میں شمار کیا ہے۔ تاہم بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ اضافہ شدہ مقاصد کوئی نئے نہیں بلکہ انہی مقاصد خمسہ کی جزئیات، تکملات و تتمات اور وسائل میں سے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاصر فقہاء کرام کے بیان کردہ نئے مقاصد و مصالح کو مقاصد خمسہ میں سے ہر مقصد کے ذیل میں علیحدہ طور پر تفصیلاً بیان کیا جائے۔

حوالہ جات

1. المستصفیٰ من علم الأصول، ج2، ص482۔ / المحصول، ج5، ص160۔ / الاءحکام فی اُصول الاحکام، ج3، ص274۔ / مختصر منتہی السئول والامل فی علمی الاصول والجدل، ج1، ص1093۔ / السبکی، تاج الدین عبدالوہاب، الاءبھاج فی شرح المنھاج، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1984م، ج3، ص178۔ / الموافقات، ج2، ص20۔ / الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دارلکتبی، الطبعۃ الاولیٰ، 1994م، ج7، ص266۔ / ابن امیر الحاج، شمس الدین محمد بن محمد، التقریر والتحبیر، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1983م، ج3، ص231۔
2. الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، شفاء الغلیل فی بیان الشبہ والمخیل ومسالک التعلیل، محقق، ڈاکٹر حمد الکبیسی، بغداد، مطبعۃ الارشاد، 1971م، ص160۔
3. اَرموی، صفی الدین محمد بن عبدالرحیم، نھایۃ الوصول فی درایۃ الاصول، محقق، صالح بن سلیمان، سعد بن سالم، مکہ مکرمۃ، مکتبۃ التجاریۃ، 1996م، ج8، ص3296۔
4. المرداوی، علاؤ الدین ابو الحسن علی بن سلیمان، التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقہ، محقق، عبدالرحمن جبرین، عوض قرنی، احمد سراح، سعودیہ، ریاض، مکتبۃ الرشد، الطبعۃ الاولیٰ، 2000م، ج7، ص3379۔
5. الموافقات، ج1، ص31۔
6. التقریر والتحبیر، ج3، ص144۔
7. المستصفیٰ من علم الأصول، ج2، ص482۔
8. الاءحکام فی اصول الأحکام، ج3، ص274۔ / مختصر منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل، ج1، ص1093۔ / الابھاج فی شرح المنہاج، ج3، ص178۔ / الموافقات، ج2، ص20۔ / نھایۃ الوصول فی درایۃ الأصول، ج8، ص3296۔ / التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقہ، ج7، ص3379۔ / التقریر والتحبیر، ج3، ص231۔
9. القرافی، شھاب الدین أحمد بن ادریس، شرح تنقیح الفصول، محقق، طہ عبدالرؤف، شرکۃ الطبعۃ الفنیۃ المتحدۃ، الطبعۃ الاولیٰ 1973م، ص391۔
10. الطوفی، نجم الدین، سلیمان بن عبدالقوی، شرح مختصر الروضۃ، محقق، عبداللہ بن عبدالحسن ترکی، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ 1987م، ج3، ص209۔ / ابن بدران، عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ، المدخل الی مذھب الامام احمد بن حنبل، محقق عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، الطبعۃ الثانیۃ، 1401ھ، ص295۔

11. الفتوحی، تقی الدین أبوالبقاء محمد بن أحمد، شرح الکوکب المنیر، محقق، محمد زحیلی، ونزیہ حماد، مکتبۃ العبیکان، الطبعۃ الثانیۃ، 1997م، ج4، ص159۔160۔
12. القرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس، نفائس الاصول فی شرح المحصول، محقق، عادل احمد عبدالموجود، علی محمد معوض، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، الطبعۃ الاولیٰ، 1995م، ج4، ص1578۔
13. النور:24/4۔
14. صحیح البخاری، کتاب العلم، باب قول النبیؐ "رب مبلغ اوعی من سامع "67۔
15. القرضاوی، یوسف، دراسۃ فی فقہ مقاصد الشریعۃ بین المقاصد الکلیۃ والنصوص الجزئیۃ، مصر، دارالشروق، الطبعۃ الاولیٰ، 2006م، ص27۔
16. الموافقات، ج3، ص238۔
17. ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص305۔
18. مجموع الفتاویٰ، ج32، ص234۔
19. النبھانی، تقی الدین، الشخصیۃ الاسلامیۃ، بیروت، لبنان، دارالأمۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثالثۃ، 2005م، ج3، ص388۔
20. دراسۃ فی فقہ مقاصد الشریعۃ، ص28۔
21. ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص302۔
22. ایضاً، ص259، 268، 329، 390۔
23. جمال الدین عطیہ، ڈاکٹر، مقاصد شریعت عصری تناظر میں، مترجم، محمد ہشام الحق ندوی، نئی دہلی، ایفا پبلی کیشنز، 2010ء، ص59۔
24. مقاصد شریعت عصری تناظر میں، ص64۔65۔
25. محمد نجات اللہ صدیقی، مقاصد شریعت، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اشاعت دوم، 2014ء، ص21۔